درسِ حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی (الفرقان، لکھنؤ)

# استقامت

عربی زبان میں استقامت کے معنی ہوتے ہیں ''بالکل سیدھا ہونا''۔ خاص دینی اصطلاح میں استقامت کے معنی ہوتے ہیں کہ اللہ اور اس کے دین پر ایمان لانے کے بعد بندہ شرعی احکام پر ٹھیک ٹھیک کاربند ہو، اور اس کا حال یہ ہو کہ کوئی رغبت اور چاہت، کوئی طمع و لالچ اور کوئی خوف و خطرہ اس کو دین پر قائم رہنے اور اس کے احکام پر کاربند ہونے سے نہ روک سکے۔ اور وہ زندگی کے ہر کام میں اور اپنے فکر و عمل کے ہر پہلو میں بالکل ٹھیک ٹھیک دین کے معیار پر قائم رہنے کی کوشش کرتا ہو۔ دین پر ہر حال میں جمے رہنے اور مستقل شریعت کی ٹھیک ٹھیک پابندی کی اس صفت کو قرآن و حدیث میں استقامت کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس صفت کے حامل مومن کا اللہ کی نگاہ میں بڑا مرتبہ اور عزت و سرخروئی کا مقام ہے۔

قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تم سے پہلے انبیاء کو جب اللہ نے اپنی کتاب اور اپنے دین کے ساتھ بھیجا تو ان کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اب اگر تم کو بھی مخالفتوں اور دشمنیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو یہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس راستے میں کفر کی مخالفت، شیطان کے وسوسوں اور چرکوں، نیز نفسانی خواہشات کا مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس لئے طے کر لو اے محمد تم بھی اور تم پر ایمان لانے والے وہ لوگ بھی جنھوں نے اللہ سے ناطہ جوڑا اور اس سے لو لگائی ہے کہ اللہ نے جیسا جیسا حکم کیا ہے اس پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو گے۔ اور کافروں اور مشرکوں کے طریقے کی طرف ذرا نہ مائل ہونا ورنہ عذابِ جہنم ہے اور کوئی اللہ سے بچانے والا نہیں۔

ولقد آتَيۡنَا مُوسىٰ الكِتَابَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ، وَلَوۡ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ، وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِنۡهُ مُرِيۡبٌ ○ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَ فِّيَنَّهُم رَبُّکَ اَعۡمَالَهُم اِنَّه بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ○ فَاسۡتَقِمۡ كَمَا اُمِرۡتَ وَمَنۡ تَابَ مَعَکَ وَلَا يَطۡغَوۡا، اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ○ وَلَا تَرۡ كَنُوۡ ا اِلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ، وَمَا لَكُم مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ○

اور ہم نے موسیٰ کو (بھی) کتاب دی تھی، سو اس میں بھی اختلاف کیا گیا، اور اگر ایک بات پہلے سے ہی تمہارے رب کی طرف سے نہ ٹھہر گئی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ (تو کب ہی) ہو چکا ہوتا۔ اور یہ لوگ اس (کتاب قرآن) کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک سب کو ہی آپ کا رب ان کے اعمال کا بدلہ پورا پورا دے گا، اس کو ان کے اعمال کی پوری خبر ہے۔ سو (اے پیغمبر) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں' قائم رہو اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے اور ان ظلم کرنے والے (کافروں اور مشرکوں) کی طرف ذرا نہ مائل ہونا، ورنہ تمہیں (بھی دوزخ کی) آگ پکڑ لے گی، اور (اس وقت) اللہ کے مقابلہ میں تمہارا کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہوگا، پھر تمہاری مدد بھی

نہیں کی جائے گی۔(ہود ۱۱۰-۱۱۴)

اللہ کے احکام کی پابندی اور دین پر استقامت دراصل سچے ایمان کا لازمی نتیجہ ہے۔سورہ احقاف میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ (آیت ۱۳)

بے شک جن لوگوں نے کہا: اللہ ہے ہمارا رب پھر (اس عہد پر) جم گئے، تو ان کے لئے (آخرت میں) نہ کوئی ڈر ہے نہ کوئی غم۔

یعنی جن لوگوں نے یہ مان لیا کہ ہمارا مالک اور رب بس اللہ ہے، اور یہ عہد کر لیا کہ ہم اسی کے بندے ہیں پھر اپنے اس معاہدے پر ٹھیک ٹھیک قائم رہے اور زندگی ویسی ہی گذاری جیسی اس عہد کے بعد گزارنی چاہئے تھی تو ان کو آخرت میں کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ کسی بات پر غم اور افسوس۔

استقامت کے ساتھ اس عہدِ بندگی کی پابندی کرنے والا بندہ جو وہ ایمان لانے کے ساتھ اپنے مالک سے کرتا ہے اللہ کو کس قدر محبوب ہے اور اس کی نگاہ میں اس کا کیا مقام ہے، اور وہ اپنے ایسے محبوب بندوں کی دنیا وآخرت میں کیسی مدد کرتا ہے اور ہر حال میں اور ہر وقت ان کی دل بستگی کے کیسے کیسے انتظام کرتا ہے اور آخرت میں ان کے لیے کیسا عظیم الشان اجر و ثواب ہے۔ یہ سب بڑی وجد آفریں حقیقتیں ہیں، قرآن نے ان کو بیان کیا ہے۔ اور ایسے بیان کیا ہے کہ انداز بیان سے چھلکتا اور جھلکتا ہے کہ استقامت کے ساتھ اللہ کی راہ پر جمنے والے یہ بندے اپنے مالک کو کس قدر عزیز ہیں......! ارشاد ہوتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡ رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡٓ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ۝ نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ الرَّحِیۡمٍ ۝ (حم السجدہ: آیات: ۳۰ تا ۳۲)

یعنی جن بندوں نے اس کا اقرار کیا اور مان لیا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے اور ہم اس کے بندے ہیں پھر اپنے اس ایمان وعہد پر وہ جم گئے اور اس سے وفاداری اور اسی کی فرماں برداری والی زندگی گزارتے رہے، اللہ کے ان بندوں پر فرشتے اترتے ہیں، اور ان کو خوش اور مطمئن کرنے کے لیے ان کے دلوں میں یہ اطمینان پیدا کرنے والے خیالات ڈالتے ہیں کہ: کسی طرح کا نہ کوئی خوف کرو اور نہ کسی بات کا غم۔ اللہ پر ایمان لانے اور اس کے دین پر چلنے میں جو مشکلات ومصائب آتے ہیں اور مخالفتیں ہوتی ہیں ان کا صبر واستقلال سے مقابلہ کرو، اور جن لذّات ومنافع سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور جن خواہشات کو دبانا پڑتا ہے ان پر افسوس نہ کرو۔ تمہارے لئے اللہ کی رضا ہے۔ اور اس حقیر چند دنوں کی زندگی کے بعد کی اعلیٰ قسم کی ہمیشہ کی زندگی میں جنت اور اس کے عظیم الشان انعامات ہیں۔ بس چند دنوں کی زندگی کا امتحان ہے پھر تو بس تم ہوگے اور اللہ کی نعمتیں۔ اور اس کا اعزاز واکرام۔ اپنی مرضی کے مالک ہوگے۔ جو خواہش ہوگی وہ ملے گا۔ اسی کے ساتھ فرشتے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ دنیا کی زندگی میں بھی رفاقت کرتے ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔